عربی زبان کا فلسفۂ لغت

مولوی ابوالجلال ندوی

(والد ماجد، پروفیسر ڈاکٹر جنید صغیر صدیقی، شعبہ شماریات، جامعہ کراچی)

عربی کے متعلق اکثر مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ آسمانی اور الہامی زبان ہے اور جنت میں سب عربی ہی بولیں گے۔ یہ خیال صحیح ہو یا غلط لیکن واقعہ یہ ہے کہ صرف عربی ہی ایک زبان ہے جو انسان کی فطری زبان کہی جاسکتی ہے۔ دنیا میں صد ہا زبانیں بولی جاتی ہیں ان زبانوں کو ہم مختلف گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ایک گروہ کی زبانوں کا اجمالی نام "انڈو یورپین" ہے ان زبانوں میں سب سے قدیم زبان سنسکرت ہے، دوسرے گروہ کی زبانوں کا نام "السنہ سامیہ" فرض کیا جاتا ہے۔ السنہ سامیہ میں سب سے قدیم تر زبان سریانی ہے مگر وہ سریانی نہیں جو آج سے چند ہزار سال پہلے بولی جاتی تھی، بلکہ وہ سریانی جسے نوح، یا سامی قبائل کے آبائے اولین بولتے تھے، متعارف سریانی سے زیادہ تقاضائے فطرت کے مطابق عربی زبان ہے۔

عربی، وہ عربی جس میں قرآن مجید اترا ہے قدیم عربی نہیں، قرآن تو "عربی مبین" میں اترا ہے عربی مبین قبیلۂ قریش کی زبان کا نام ہے یہ زبان قبائل مضر کی فصیح ترین زبانوں کے چیدہ الفاظ اور ترکیبوں کا مجموعہ ہے۔ چونکہ یہ زبان قبائل تمام عرب کی سمجھ میں بوضاحت آتی تھی اس کا نام "مبین" تھا۔ ہم جس عربی سے واقف ہیں وہ مضر کے سات قبائل کی زبانوں سے منقول ہے۔ یہ قبائل ہمیشہ خانہ بدوش اور غیر شہری رہے، شہریت کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ قوموں کی دماغی حالت روز بروز ترقی پذیر ہوتی رہتی ہے۔ معلومات، احساسات، ضروریات اور افزائش میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ شہریت کے باعث الفاظ میں تراش خراش پیدا ہوتی ہے لیکن بداوت کا طبعی اقتضاء یہ ہے کہ اقوام کی دماغی حالت ساکن ہوتی ہے۔ ضروریات اور معلومات محدود ہوتی ہیں بہت زیادہ تراش خراش کی ضرورت نہیں پڑتی، نہ دوسری اقوام کی زبانوں کا اثر قبول کرنے کی حاجت ہوتی ہے اس بنا پر بدویوں کی زبانیں بہت کم تغیر پذیر ہوتی ہیں اور جلد جلد اپنی نوعیت نہیں بدلتی رہتیں۔ اس قاعدہ کے مطابق قبائل

مضر کی زبانیں اپنی اصل سے بہت زیادہ مشابہ ہوں گی۔

عربی مبین جن قبائل کی زبانوں سے ماخوذ ہے وہ باہم مشابہ تھیں صرف چند محاورات اور لہجوں یا صیغوں کا فرق ہوتا ہے۔ یہ قبائل اسمٰعیلی تھے ان کی زبانیں قدیم قحطانی عربی (جس کی ایک شاخ حمیری ہے) اور عبرانی کے الفاظ اور ترکیبوں کا مجموعہ تھی۔ اس زبان میں قدیم عربی کے الفاظ اور ترکیبوں کو ہمیشہ عبرانی سے آئی ہوئی ترکیبوں اور لفظوں پر غلبہ رہا۔ چونکہ جیسا کہ ہم آگے بتائیں گے قحطانی اور عبرانی زبانیں ایک ہی نسل کی بولیاں تھیں، یہ دونوں باہم بہت مشابہ تھیں۔ اس لیے اسمٰعیلی عربوں نے عربی میں جن الفاظ اور ترکیبوں کا اضافہ کیا، ان میں سے اکثر عربی الفاظ کے ساتھ اس طرح مخلوط ہوگئیں کہ اب قحطانی لفظ اور اسمٰعیلی لفظ میں تمیز کرنا دشوار ہے۔

"خالص قحطانی زبانوں میں سے" حمیری زبان کا حال معلوم ہے عرب کے علماء لغت کی روایتیں ظاہر کرتی ہیں کہ حمیری زبان میں اعراب نہ تھا، فاعل، مفعول، ظرف وغیرہ کی حالتوں کو ظاہر کرنے کے لیے لفظوں کی تقدیم و تاخیر سے کام لیا جاتا تھا۔ مگر اسمٰعیلی زبانیں خاص کر اہل مضر کی زبانیں اعراب اور تقدیم و تاخیر دونوں حالتوں کی حامل تھیں۔ مضر نے فاعل، مفعول، ظرف، وغیرہ کی حالتوں کو ظاہر کرنے کے لیے اعراب کو خاص کر لیا۔ اور تقدیم و تاخیر کے قواعد کو تاکید، حصر اور یقین وغیرہ کیفیات کے اظہار کے لیے مخصوص کیا اس سے معلوم ہوا کہ قدیم عربی میں بھی اعراب نہ تھا۔ اعراب کا استعمال اہل عرب کو اسمٰعیلی نسل کے مستعرب عربوں نے سکھایا۔

قحطانی زبانیں بھی خالص عربی نہ تھیں۔ یہ زبانیں تو اعراب بائدہ کی قدیم عربی اور قحطانیوں کے ساتھ آئی ہوئی سریانی سے مرکب تھیں خالص عربی تو طسم، جدیس اور عمالقہ وغیرہ تباہ شدہ قبائل کی عربی تھی، اعراب بائدہ کی قدیم زبان جس کو ہم تخلیقاً "جرہمی عربی" کے نام سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس سریانی سے بھی زیادہ خالص تھی۔ جسے قحطانی عرب اپنے ساتھ لائے تھے، واقعہ یہ ہے کہ عربی یعنی جرہمی عربی، اور سریانی دونوں زبانیں کسی ایک زبان کی شاخ ہیں جس کو قوم نوح بولتی تھی قوم نوح کا وطن سرزمین اشورب (اسیریا) کے قرب و جوار میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ وطن کی نسبت سے نوح علیہ السلام کی زبان کا نام بھی سریانی تھا۔ اس سریانی زبان کی دو شاخیں ہو گئیں۔ (۱) عربی (۲) سورب میں بسنے والوں کی زبان اس دوسری زبان کا نام بھی سریانی ہے، مگر عہد نوح کی سریانی، بعد کی سریانی سے بہت الگ تھی، ابتدائے عہد کی سریانی کے ساتھ جرہمی عربی کو بعد میں سریانی کی نسبت زیادہ مشابہت ہوگی، کیونکہ سریانی قبائل میں بہت جلد جلد تمدنی ترقیاں نمودار ہوئیں ان تمدنی ترقیوں کے باعث ان کی زبانیں روز بروز تقاضائے فطرت کی مطابقت کو چھوڑتی گئیں۔ عرب میں بھی کچھ نہ کچھ تمدن نمودار ہوا مگر عربی تمدن کا اثر صرف ساحلی علاقوں پر پڑا۔ اہل عرب کی اصلی زبان ہمیشہ بادیہ نشینوں کے حلقے کو قرار دیا گیا سریانی قبائل کو اپنی زبانوں کا یہ نقص معلوم تھا۔ اس لیے وہ اعراب بائدہ کی زبانوں کو اصلی سریانی کا مکمل چربہ ہونے کے باعث آسمانی زبان تسلیم کرتے تھے۔

بہر حال ہماری "عربی مبین" (۱) قدیم عربی (۲) عہد قحطانی کی سریانی (۳) عہد اسماعیل کے عبری الفاظ اور ترکیبوں سے مرکب ہے۔ چونکہ یہ تینوں زبانیں ایک اصل کی شاخیں اور ایک ماں کی بیٹیاں ہیں لہذا ان کے میل سے جو زبان پیدا ہوئی وہ پھر بھی قدیم سریانی سے مشابہ رہی۔

عربی الفاظ دو قسم کے ہیں (۱) عربی (۲) معرب۔ معرب الفاظ میں عبری الفاظ بھی داخل ہیں مگر عہد اسماعیل کی عبری اور عہد قحطانی کی سریانی زبانوں کے الفاظ، قدیم عربی کی شکل میں اس طرح رل مل گئے ہیں کہ ان کو معرب فرض کرنا غلطی ہے۔

عربی زبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ دیگر سامی زبانوں میں جو مادے مستعمل ہیں وہ سب عربی زبان میں موجود ہیں اور عربی زبان کے لفظ کی کوئی نہ کوئی شکل اپنی شکل اور صورت جیسے دیگر سامی لفظوں کی مرادف ہوتی ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ عبری، سریانی، اور آرامی وغیرہ زبانوں میں عربی کے تمام مادے مستعمل ہوں۔ مولانا عنایت رسول چریا کوٹی رحمۃ اللہ علیہ سامی نسل کی مختلف زبانوں کے ماہر تھے مندرجہ بالا الفاظ میں ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ انہیں کے خیالات ہیں۔

بہر حال "عربی مبین" باوجودیکہ نہ تو ام الالسنہ ہے نہ دنیا کی قدیم ترین زبان لیکن دنیا کی زبانوں میں سب سے زیادہ فطرت کے مطابق ہے اولین السنہ کے متعلق ہم جن خصائص کو بدلائل فرض کر سکتے ہیں سب کے آثار عربی زبان میں موجود ہیں زبان کے اولین خصائص کے علاوہ عربی زبان میں جو دوسری خاصیتیں ہیں وہ فطری خصائص سے قریب تر ہیں عربی زبان کے الفاظ اپنے معانی پر محض فرض واصطلاح اور بخت واتفاق سے دلالت نہیں کرتے، بلکہ ہر لفظ اپنے معنے کو چند خاص نوامیس قدرت کے مطابق ظاہر کرتا ہے۔ الفاظ اور معانی میں ربط پیدا ہونے کی وجہیں عربی علم الاشتقاق کے اصول پر غامض نظر ڈالنے کے بعد اس قدر واضح ہو سکتی ہیں کہ ہم غیر زبانوں کے الفاظ کو بھی حقیقی طور پر سمجھ لینے کی قوت اور ملکہ پیدا کر سکتے ہیں۔

الفاظ اپنے اندر تین قسم کے معنی رکھتے ہیں (۱) نفسی کیفیات (۲) حسی امور (۳) ذہنی اور اختراعی معلومات، تیسری قسم کے معانی پر دلالت کرنے والے الفاظ ہر زبان میں عموماً اور عربی میں خصوصاً ایسے الفاظ سے معدول ہیں جن کو کسی حسی شے، یا نفسی ادراک پر دلالت کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے قوائے ادراک اور اسباب تجربہ نے بتدریج ترقی پائی ہے اس لیے اس کے ذہنی معلومات، حسی معلومات سے مؤخر ہیں۔ انسان کی ضرورتیں سب سے پہلے حسی چیزوں سے وابستہ ہوئیں۔ اس لیے سب سے پہلے اس نے حسی چیزوں کے نام وضع کیے۔ اختراعی، انتزاعی، اور معلومات کی تحلیل اور ترکیب سے انسان کے ذہن نے جن نئے مفاہیم کو اخذ کیا وہ مختلف مناسبتوں کے ماتحت نفسی کیفیتوں اور حسی اشیاء پر دلالت کرنے والے الفاظ سے ادا کیے جانے لگے چنانچہ خیال، علم، عام (برس) اور ادراک وغیرہ الفاظ پر غور کرو، خیال کی اصل خیالہ (نگرانی) ہے، چونکہ شے کی نگرانی کے لیے شے کا خیال ضروری ہے اس لیے خیالہ سے خیال بنا، خود خیالہ بھی کوئی حسی مفہوم نہیں ہے، خیالہ کا اصلی ترجمہ

گھوڑوں کی رکھوالی ہے، جس طرح اہل سے ایالہ بنا اسی طرح خیل سے خیالہ بنا، خیال اگرچہ کسی چیز کا نام ہے مگر یہ بھی اصلی لفظ نہیں ہے، اشیاء کے نام عموماً وصفی نام ہوتے ہیں۔ جن میں سے وصفیت فنا ہو جاتی ہے، خیل کی اصل "خال" ہے۔ خال ایک خاص قسم کی چال کا نام ہے، یہی لفظ اصل ہے کیونکہ عربی علم الاشتقاق کی رو سے حرف حلقی اور حرف مکرر (ر۔ل) کا وہ مجموعہ جس میں کوئی حرف شدید نہ ہو "حرکت" ظاہر کرتا ہے۔ علم کی ابتداء علم اور علامۃ (نشان) کے ادراک سے ہوئی، دنیا کی قومیں عموماً اور اہل عرب خصوصاً ایک لفظ کو بول کر اس کے سبب یا نتیجہ کو مراد لیتے ہیں علم "علم" کے پیش نظر ہونے کا نتیجہ ہے، عوم (تیرنا) تیج (سیال ہونا) غمایا (گھنا ٹوپ ابر) وغیرہ الفاظ بتاتے ہیں کہ (ع حرف علت اور میم) کا مجموعہ پانی سے تعلق رکھتا ہے، عام کا اصلی مفہوم بارش رہا ہوگا جس طرح ماہ، ماس اور Month کا مفہوم دنیا نے ماہ Moon اور چاند سے اخذ کیا ہے اسی طرح برس، برش، برشا کال، برشکال، گرگ باران دیدہ وغیرہ الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ سال کا مفہوم بارش نے پیدا کیا اور ادراک (معلوم کرنا) اصل میں درک (پانا) تھا۔

بعض نفسی کیفیات بھی حسی امور پر دلالت کرنے والے لفظوں سے ادا کی جاتی ہیں۔ یقین، وثوق، یا عدم تشکیک ایک نفسی کیفیت کا نام ہے۔ اسی مفہوم کو ادا کرنے والے الفاظ عموماً (قطع) کے مفہوم سے ماخوذ ہیں۔ مثلاً اقد فعل۔ فعلہ البتہ۔ اذ فعل (اد۔ اذا بحرف دشرط میں اور یقین ظاہر کرتے ہیں) فعلہ، قد، فعلہ قطعاً، تحتم الامر) یعنی قد۔ البتہ۔ اذ۔ فط۔ قطعاً۔ اور تحتم پر غور کرو اور اس کے بعد قد (چیرنا) بت (پھاڑنا) اذ (کاٹنا) قط (کاٹنا) قطع۔ حتم (توڑنا) وغیرہ الفاظ کے ساتھ ملاؤ تو حقیقت بے پردہ ہو جائے گی۔

تمام حسی معانی بھی اصلی اور غیر منقول الفاظ میں تجلی نہیں ہوتے حسی معانی کی پانچ قسمیں ہیں (۱) مسموع یعنی آوازیں (۲) مرئی جیسے لمبائی، چوڑائی، موٹائی، رنگ، حرکت فصل، فاصلہ وغیرہ (۳) مشموم جیسے بدبو، خوشبو۔ سونگھنا، یا سونگھنے کی چیزیں (۴) ملموس۔ جیسے لمس۔ چکنا، ملنا وغیرہ معانی جن کا تعلق احساس سے ہو (۵) مذوق کے لیے زبان سے محسوس کی جانے والی چیزیں اور کیفیتیں۔

ان پانچوں قسم کے معلومات کے لیے اصلی اور حقیقی الفاظ ناممکن ہیں۔ کیونکہ اصلی الفاظ تو وہی ہو سکتے ہیں جو آوازوں کی نقل یا بعض نفسی تاثرات کا نام ہوں۔

پیدائش السنہ کی صورت میں اختلاف ہے اشاعرہ کہتے ہیں کہ لفظ و معنی کا ربط انسان کو ابتداءً وحی و توقیف کے ذریعہ سے معلوم ہوا۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ آوازیں پیدا کرتا تو انسان کو فطرتاً آیا اسی طرح ادراک معانی کے قوے ہم میں فطری طور پر موجود ہیں۔ معانی اور اصوات میں ربط انسان نے فرض، تسلیم اور وضع واصطلاح کو طور پر قائم کیا۔ عباد بن سلمان اور اوس کے مسلک میں شریک معتزلہ کے نزدیک معانی اور الفاظ میں ایک فطری مناسبت ہوتی ہے، یہی مناسبت لفظ و معنی میں ربط قائم ہونے کی علت ہے ابن جنی کی رائے ہے کہ دنیا بھر کی زبانوں کے اصلی کلمات سنی ہوئی آوازوں سے منقول ہیں۔

معتزلہ کا خیال تو بالکل ناقابل تسلیم ہے کیونکہ وضع واصطلاح کے لیے ضروری ہے کہ پہلے سے تخاطب اور تفاہم کے لیے کوئی زبان ہو جس زمانہ میں کوئی زبان نہ تھی انسان نے تواضع کے لیے کس طرح ایک دوسرے کو مخاطب کیا؟ اشاعرہ کا مقدس عقیدہ بھی خلاف قیاس ہے کیونکہ زبان کو وحی والہام پر تقدم حاصل ہے جیسا کہ ''ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ'' میں اشارہ ہے۔

دیلمی نے مسند فردوس میں روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت مجھے آب وگل کی حالت میں دکھائی گئی۔ اور آدم علیہ السلام کی طرح اس کو بھی تمام اسماء کی تعلیم دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے الہام طبعی کے ذریعے انسان کو بولنا سکھایا یعنی ہمارے جبلی خصائص اور فطری قویٰ میں سے بعض ایسے ہیں جن کے ماتحت ہم کو فطرتاً بولنا آیا اور جن کو ہمیں فطرت کے ماتحت ہم اپنی زبانیں سیکھتے ہیں انہیں کے ماتحت دنیا کی پہلی آبادی نے بھی بولنا شروع کیا۔

ہماری زبانوں میں دو قسم کے الفاظ ہیں (۱) بعض الفاظ ہماری ان طبعی اور اضطراری آوازوں کی نقل معلوم ہوتے ہیں جو کسی اچانک نفسی احساس کے نتیجے کے طور پر خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ پھیپھڑے سے ایک سانس نکلتا ہے اور فضائے صدر سے لے کر لبوں تک ٹکراتا ہوا فضائے قریب میں مل جاتا ہے اس ٹکرانے سے بسیط یا مرکب کسی قسم کی آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ (۲) بعض الفاظ وہ ہیں جنہیں مندرجہ بالا خصوصیت نہیں پائی جاتی ہے۔ الفاظ سنی ہوئی آوازوں سے منقول ہوتے ہیں ایک بچہ کی فطرت پر غور کرو اس کی آوازیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ (۱) اضطراری (۲) اختیاری، اختیاری آوازیں عموماً ماں باپ، بھائی بہن، اعزا و اقرباء سے سنے ہوئے الفاظ یا دنیا کی کسی شے سے سنی جانے والی آوازوں کی نقلیں ہوتی ہیں۔ بچوں میں نقل وحکایات کی خواہش بہت ہوتی ہے۔ وہ بے وجہ بھی بعض چیزوں کی آوازیں دہرانے لگتے ہیں اس بنا پر ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ۔

اولین السنہ کے ابتدائی الفاظ دو قسم کے تھے (۱) اصلی یعنی انسان کے منہ میں خود بخود پیدا ہو جانے والی آوازوں کی ادائی شکلیں (۲) نقلی یعنی سنی ہوئی آوازوں سے منقول الفاظ اس بناء پر لفظ کا اصلی مفہوم بعض نفسی تاثرات، سنی ہوئی آوازیں اور لفظ کے مشابہ اصوات کی پیدائش کے اسباب، نتائج لوازم اور متعلقات ہی ہو سکتے ہیں لفظ کے جو معانی مندرجہ بالا پانچ قسموں سے الگ ہوں وہ بھی حقیقتاً، واسطہ در واسطہ انہیں پانچ قسم کے معانی کا سبب، نتیجہ، لازم، ملزوم یا متعلقات اور اشباہ ہوتے ہیں، چونکہ ہر جنسی مفہوم پر لفظ حسی آوازوں کے اسباب ونتائج اور اشباہ ولوازم ہونے کا اطلاق ضروری نہیں اس لیے ہر حسی مفہوم پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی اصلی نہیں، ان میں سے اکثر مستعار اور منقول ہیں۔

عربی زبان کے الفاظ اور ان کے معانی کا ربط تلاش کرنے کی غرض سے لغت پر غور کرو، تو چند دنوں کے غور وفکر کے بعد تم خود بتا سکو گے، الفاظ کے حسی مواد جو زبان کے دیگر الفاظ کی بنیاد، یا ابتدائی مدار قرار پا سکتے صرف چند ہیں۔

(۱) آوازیں (۲) شکست وانقطاع (۳) فاصلہ (۴) حرکت (۵) اقتباس (۶) ..... ناک سے تعلق رکھنے والے مفاہیم (۷) بدبو، زی اور اقتدار (۸) زبان سے متعلق امور جیسے چکھنا، چاٹنا، مزہ وغیرہ (۹) اختلاف (۱۰) ثقل (۱۱) حسن وقبح یا پسندیدگی وناپسندیدگی وغیرہ وہ امور جن کا تعلق اندرونی احساس سے ہو ان معانی کے علاوہ جس قدر مفاہیم ممکن ہیں وہ آہستہ آہستہ اور بتدریج انہیں مفاہیم سے اخذ کئے گئے۔ اس دعویٰ کے اثبات کے لیے مختصر دلیلیں کافی نہیں زبان کے مکمل اور پے در پے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ جس طرح الفاظ کے معانی کی صرف (۱۱) بنیادیں فرض کی گئیں اسی طرح الفاظ کے صوتی اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے الفاظ کی بھی صرف ۱۱ قسمیں قرار دی جا سکتی ہیں۔

کیونکہ عربی زبان کے الفاظ کی ۴ قسمیں ہیں (۱) یک حرفی (۲) دو حرفی (۳) سہ حرفی (۴) زائد از سہ حروف چوتھی قسم کے الفاظ دو قسم کے ہیں، بعض تو وہ ہیں جو سہ حرفی لفظوں میں چند حروف کے اضافہ یا کسی حرف کی تضعیف سے پیدا ہوئے، جیسے قاتل، مقتول وغیرہ، بعض وہ ہیں جو دو ثلاثی کے باہم ملکر ایک ہو جانے سے پیدا ہوئے ہیں اس قسم کے الفاظ کو منحوت کہتے ہیں رباعی اور خماسی الفاظ عموماً منحوت ہیں لغت عرب کے چہار حرفی اور پنج حرفی الفاظ پر غور کرو تو ان میں سے ۸۰ فیصد کو بشرطیکہ غیر زبانوں سے منقول ہوں دو ثلاثیوں میں تحلیل کرنا آسان ہے جیسے دقدق (دق دق) صعفور (صعب وفر) قصطل (قصل وقطل) بحوذ (بحث وذور) بہت زیادہ تمثیلوں سے مضمون طویل ہو جائیگا۔ اس لیے ہم انہیں چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہوئے بے تامل اس فیصلہ کو ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ تین حرف سے زیادہ والے الفاظ فرع ہیں، اصل نہیں۔

سہ حرفی لفظوں کو عربی زبان کی بنیادی اصلیں قرار دیا جاتا ہے مگر عربی زبان پر غور کرو تو اس کی صدہا مثالیں ملیں گی۔ مضاعف، اجوف، معتل اور دوسرے سہ حرفی الفاظ جو لام کلمہ کو منیتے کر دینے کے بعد مضاعف کی آواز کے مشابہ ہوں ذرا ذرا سے فرقوں کے ساتھ تقریباً یکساں معنی ظاہر کرتے ہیں مثلاً غط (غوطہ دینا) غوط (ڈوبنا) غطس (ڈھانپ لینا۔ ڈوبانا) غطم (ڈوبانا) وغیرہ۔ یا مثلاً۔ مس (چھونا) مسح (چھونا) مسط (ملنا) موث (پانی میں کسی چیز کو ملانا) قط، قطع، قطف، قطم سب کاٹنا ظاہر کرتی ہیں۔ قص، قصل، قصم، قصب۔ سب تقریباً ہم معنی ہیں۔ اس قسم کی بہترین مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ثلاثی الفاظ بھی اصل میں دو حرفی آوازوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ یک حرفی الفاظ کے متعلق بھی ثابت کیا جاسکتا ہے کہ دو حرفی لفظوں کا مخفف ہیں۔

انسان سب سے پہلے دو حرفی آوازیں پیدا کرسکتا ہے اور سب سے پہلے انسان کو چیزوں کی طلب ظاہر کرنی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی قدیم زبانوں میں طلب کے صیغے یعنی امر کے الفاظ دو حرفی ہوتے ہیں یہی دو حرفی امر دوسرے ہم آواز لفظوں کی اصل تسلیم کیے جاتے ہیں۔ عربی میں اجوف کا امر ہمیشہ دو حرفی ہوتا ہے گو اہل صرف کے مذہب کے بموجب اس قسم کے امر سہ حرفی لفظ کا مخفف ہوتے ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ تمام ہم آواز لفظوں کی اصل یہی دو حرفی امر ہیں۔ دو حرفی لفظوں کے ادا کرنے میں سادہ اور غیر ترقی یافتہ افراد انسان اور بچوں کے زبان

پر الفاظ کی شکل مختلف صورتوں میں کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔

بعض وقت دو حروف کی حرکتوں کو طویل کر دیتے ہیں۔ مقصور حرکتیں، اس وقت سے وجود میں آئیں جب سے انسان میں تراش خراش پیدا ہوئی چونکہ حرکت اصل میں اس روانی کا نام ہے جو حامل صورت لفظ کا ایک لازمی وصف ہے۔ اس لیے تقاضائے فطرت کے مطابق تو صرف ممدود حرکتیں ہیں، بہر حال پہلے حرف کی حرکت ممدود ہو کر اسی دو حرفی امر کو سہ حرفی اجوف اور دوسرے حرف کی حرکت کھینچ کر، اس کو سہ حرفی ناقص بنا دیتی ہے۔ اگر دوسرے حرف کے مخرج پر احتباس نفس ذرا طویل ہو جائے تو وہی دو حرفی لفظ سہ حرفی مضاعف ہو جاتا ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو حرفی لفظ ادا کرنا چاہتے ہیں مگر زبان کی آواز غیر اختیاری طور پر کسی تیسرے حرف پر رک جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ عربی زبان میں ثلاثی کے لام کلمہ اور اجوف و ناقص کے حرف علت کو نظر انداز کرنے کے بعد الفاظ باہم ہم آواز نظر آ گئیں تو عموماً ان کے معانی میں کچھ خاص فرق معنوی کی کمی اور بیشی کے ساتھ معنوی اتحاد ہوتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ الفاظ کی ابتدائی اصل دو حرفی آوازیں ہیں جو کسی چیز سے سنائی دینے والی آوازوں یا انسان کی بعض غیر اضطراری آوازوں کی بے بہ نقل سے معرض وجود میں آئی تھیں۔ ان آوازوں کو ہم چند قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ (۱) ہم مخرج حرفوں کا مجموعہ (۲) باہم متشابہ حروف سے بنا ہوا لفظ (۳) دو متباین جنس کے حروف سے بنا ہوا لفظ، چونکہ حروف کی پانچ قسمیں ہیں۔ حلقی، حنکی (تالو کے حروف)، ذلقی (ر۔ل۔ن) سنی (دندانی) شفوی (لب کے حروف) اس لیے تیسری قسم کے الفاظ کی دس قسمیں ہوئیں اس طور پر الفاظ کی ابتدائی اصلیں ۱۲ ہوئیں:

خلاصہ یہ کہ ہماری زبانوں کی ابتدا صرف ۱۲ قسم کے معانی اور ۱۲ قسم کے الفاظ سے ہوئی ہے اور انہیں ۱۲ قسم کے الفاظ سے صدہا زبانیں پیدا ہوئیں۔

دنیا کی اولین زبان سے مختلف زبانیں تو آئین فطرت اور نوامیس الٰہیہ کے ماتحت پھوٹیں جس کی وجہ سے اب بھی ہماری زبانوں کے الفاظ اپنے معانی اور شکلوں کو تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

دنیا بھر کی زبانوں کے بسیط حروف کو اپنی دماغ میں حاضر کرو تو تم سب کو پانچ جنسوں میں تقسیم کر سکتے ہو۔ ان پانچ جنسوں میں سے ہر جنس کے تمام حروف اصلی نہیں اکثر حروف تو ایسے ہو گئے جنکو صرف لہجوں کے اختلاف نے ایک دوسرے سے الگ کر دیا ورنہ حقیقت اُن کی ایک ہے۔ اصلی حروف وہ ہیں جو دنیا بھر کی زبانوں میں ادا کیے جا سکتے ہوں اس قسم کے حروف صرف ۱۲ ہیں۔

ہمزہ ب۔م۔ک۔ج۔ر۔ل۔ن۔س۔د۔الف۔ویا (ذ) ت (یا ث)

ان ۱۲ حرفوں کے علاوہ جتنے حروف ہیں وہ فرع ہیں اصل نہیں۔ ان ۱۲ حرفوں کو باہم ضرب دو ۱۹۶ الفاظ پیدا ہوں گے۔ دیلمی نے مسند فردوس میں عطیہ بن بشر سے مرفوع روایت کی ہے خدا نے حضرت آدم کو ہزار

آسمانی تعلیم دی تھی۔ یہ روایت مذہبی حیثیت سے غالباً واجب التسلیم نہیں مگر قرین قیاس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے اس میں تو کسی محقق کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا کی اولین زبان کے الفاظ محدود تھے ہزار کی تعیین کے لیے کوئی عقلی دلیل نہیں لیکن اگر ابتدائی زمانہ میں واقعی طور پر انسان انہیں چودہ حرفوں کو ادا کر سکتا تھا تو اولین زبان کے الفاظ کی تعداد ہزار سے زیادہ بھی نہیں ہو سکتی۔ اس لیے چودہ حرفوں سے صرف ۱۹۶ ثنائی بن سکتے ہیں۔ فرض کرو بالکل ابتدائی عہد میں، ناقص اجوف اور مضاعف ایک دوسرے سے ممتاز حالت میں پیدا ہو گئے تو ثنائی کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۷۸۴ فرض کیجا سکتی۔

باوجود اس کے کہ ایک طرف ہماری روایتیں ہم کو اس امر کے باور کرنے پر مجبور کرتی ہیں کہ آدم علیہ السلام کی زبان چند سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ نہ تھی۔ پھر بھی بعض مفسروں نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کو ہر زبان میں اسماء کی تعلیم دی گئی ان کے بیٹے تمام زبانیں بولتے تھے جب وہ دور دراز ممالک میں منتشر ہو گئے تو ہر ایک نے ایک زبان کو خاص کر لیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ابتداء میں انسان کی زبان کوئی مستقل نوعیت نہ رکھتی تھی نہ تو الفاظ کے اوزان، صیغے اور شکلیں کوئی خاص آواز کی مالک بنی تھیں اور نہ الفاظ اور معانی کے ربط میں کوئی استقلال پیدا ہوا تھا۔

یعنی ایک لفظ کو ادا کر کے ایک شخص لفظ کی ہی آواز کے کسی سبب کو مراد لیتا ہو گا تو وہی شخص دوسرے وقت اسی لفظ سے دوسرے سبب کو مراد لیتا ہو گا ایک شخص لفظ سن کر اپنے دماغ میں آواز کی وجہ پیدائش کو حاضر کرتا۔ تو دوسرا ان حالات میں سے کسی ایک حالت کو مراد لیتا جو آواز کے سنائی دینے کی حالت میں محسوس ہوتی تھیں، ایک مدت تک لفظ اور معنی کا ربط غیر مستقل نوعیت رکھتا ہو گا۔ آہستہ آہستہ جب قومیں پھیلنے لگیں تو ان کے الفاظ اور معانی میں ربط مخصوص ہونے لگا۔

اسی طرح الفاظ کی آوازیں بھی ابتدائی عہد میں کچھ مستقل نہ ہو گی، ایک ہی شخص کبھی حرف کو حرکت دیتا ہو گا تو کبھی ساکن کرتا ہو گا۔ کبھی حرف کو بسرعت ادا کرتا ہو گا تو کبھی کسی حرف پر اسکی آواز محبس ہو جاتی ہو گی کبھی لفظ کے کسی حرف کو گرا دیتا ہو گا تو کبھی کسی حرف کا اضافہ کر دیتا ہو گا کبھی ایک حرف کو ایک لہجہ سے ادا کیا ہو گا تو کبھی دوسرے لہجہ سے کبھی بعض حرفوں کو مشابہ حرفوں کے ساتھ بدل دیتا ہو گا آج ایک حرف کو مقدم استعمال کیا ہے تو کل مؤخر، غرض ابتدائی عہد میں انسان کو اپنی زبان پر کافی قابو نہ ہو گا اس کی زبان اکثر لٹ پٹاتی ہو گی اور غیر شاعرانہ طور پر ایک ہی لفظ کو انسان صدہا لہجوں میں ادا کرتا ہو گا۔ اور کبھی اس کے الفاظ مستقل طور پر کسی خاص مفہوم کو ظاہر کرتے ہو گئے لیکن جب دنیا میں بنی نوع مختلف قوموں کی شکل میں پھیل گئے تو آہستہ آہستہ ہر قوم نے مستقل لہجے، مستقل صیغے اور مستقل شکلوں کے الفاظ استعمال کرنے شروع کیا اور آہستہ آہستہ لفظ اور معنی میں مستقل ربط پیدا ہو تا گیا دنیا کی موجودہ زبانوں کی اصلیں وہی مستقل زبانیں ہیں جو بالکل ابتدائی عہد میں آدم کی غیر مستقل زبان سے پیدا ہوئیں۔

ابتداء میں دنیا کی تمام زبانیں باہم مشابہ ہوں گی۔ ان میں فرق یہ ہوگا کہ ایک قوم میں کسی معنی کے لیے ایک لفظ استعمال کیا جاتا ہوگا تو دوسری قوم میں اس لفظ کا الٹا۔ ایک زبان کا لفظ جن حروف کے ساتھ لایا جاتا تھا دوسری زبان میں وہی لفظ اس کے مشابہ دوسرے حروف کا مجموعہ ہوتا ہوگا ایک زبان میں لفظ اپنی جیسی آواز کی کسی علت اور سبب یا نتیجہ کو ظاہر کرتا تو دوسری زبان میں دوسری علت دوسرے سبب یا کسی دوسرے امر لازم کو ظاہر کرتا ہوگا۔ کوئی لفظ جو ایک قوم کی زبان پر چڑھ کر اثباتی مفہوم دیتا ہوگا تو دوسری قوم کی زبان پر چڑھ کر سلبی مفہوم یا پہلے مفہوم کی ضد پر دلالت کرتا ہوگا: مثلاً غور کرو، ہندوستان میں دیوتا کا وجود نہایت مقدس ہے ایران میں "دیو" نہایت خطرناک چیز ہے عرب "دابر" کو ہم بولتے ہیں تو فارس والے "میغ"، ہندوستانی زبان میں میگھا اور بارش کا دیوتا ہے۔ عربی کا اباب فارسی میں آب ہے۔ ہندوستانی زبان میں آپ، چنانچہ پاترم آبخورہ کو کہتے ہیں انگریزی میں بھی اباب (Ebb) بن کر پانی ایک خاص کیفیت (جزر) کو ظاہر کرتا ہے۔ عربی الفاظ، غار، غور، غرس وغیرہ کے معانی کے ساتھ، فارسی گور، ہندی، گوڑنا، گاڑنا، گاڑا، اسی طرح اخدود، خد، کھودنا، کھدنا، کندن، قطع کا کاٹنا۔ Cut۔ نی۔ نہ۔ No.Nay۔ نا۔ نہیں۔ نہ وغیرہ الفاظ صاف طور پر مندرجہ بالا حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔

گو اس قسم کی مثالیں بہت کم ملیں گی لیکن عربی زبان کے علم الاشتقاق پر غائر نظر ڈالنے والے کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ مندرجہ ذیل حقائق کو تسلیم کرے۔

(۱) مضاعف، اجوف، ناقص، اور صحیح (مثال بھی ایک قسم کا صحیح ہے) دو حرفی امر سے بنے ہیں (۲) تقریباً ہم صوت الفاظ کسی زمانہ میں باہم مرادف تھے۔ مگر جس قدر تدریج کے ساتھ انسانی معلومات میں اضافہ ہوتا رہا ہر لفظ نیا (مگر اصلی مفہوم سے قریب تر) معنی اختیار کرتا رہا تا آنکہ اب دنیا میں کوئی دو لفظ ایسے نہیں جو ایک زبان میں مرادف ہوں عربی زبان میں اب بھی متشابہ الصوت الفاظ کثرت کے ساتھ باہم مشابہ ہوتے ہیں۔ متشابہ الاصوات الفاظ کے مابہ الاشتراک مفہوم مشترک کو لفظ کے ساتھ خاص مناسبت ہوتی ہے۔ مثلاً قَلّ (مار ڈالنا) قَطْل (درخت کاٹنا) قضم (دانت سے کھانا) القدر یا اندازہ کرنا، جدا جدا کرنا وغیرہ الفاظ کا مفہوم مشترک ایک جز کا ٹوٹ کر دو ہونا یا دو چیزوں کے درمیان فصل پیدا ہونا ہوتا ہے۔ شکست کی حالت میں چیزوں سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اسے لفظ کی اصلی شکل سے کس قدر مشابہت ہے (۳) حروف کی ترتیب بدلنے پر بھی الفاظ کے معانی تقریباً یکساں رہتے ہیں مثلاً ولک (ملنا) الدک (چیکنا) تکدید (تلے اوپر جمع کرنا) الحلد، چیکنا کل (مٹی سانا) یہ الفاظ درحقیقت ایک مفہوم یعنی دو جسم کا ایک دوسرے سے اتصال ظاہر کرتے ہیں۔

عربی زبان اور دوسری زبانوں میں ایک فرق یہ ہے کہ اس زبان کے الفاظ اپنے معانی کو جن وجوہ اور اسباب کے ماتحت ظاہر کرتے ہیں وہ متشابہ الاصوات الفاظ کے مطالعہ سے بتدریج معلوم ہو سکتے ہیں۔ فارسی کا کلد (ذدن) عربی۔ عربی ملکد سے ملا کر دیکھو تو اس کی وجہ دلالت سمجھ میں آسکتی ہے مگر محض فارسی زبان کا مطالعہ ہم کو اس کی علت نہیں بتا سکتا۔ مادر۔ مادر، Brother، برادر، پدر، روسی، Father یہ الفاظ انڈو یورپین زبانوں

کے ہیں تاہم متشابہ اور سب کا مفہوم ایک ہے۔ (ترجمہ از) انڈو یورپین زبانوں میں قرابتوں کے نام کا عام لاحقہ ہیں انکو نکال دو تو صرف ما، اور با، رہ جاتا ہے یہ الفاظ عربی لفظ ام اور اب کا الٹا نظر آتے ہیں۔ اب الفاظ کی وجہ دلالت معلوم ہوگی اس لیے کہ عربی زبان کے مطالعہ سے اس بات کا صاف پتہ چلتا ہے کہ چونکہ حلقی اور شفوی آوازوں پر انسان کو سب سے پہلے قدرت حاصل ہوتی ہے اس لیے ہماری فطری زبان کے قدیم ترین الفاظ وہی ہیں جو حلقی اور شفوی حروف سے مرکب ہوں چونکہ پہلا نفسی ادراک جس کے اظہار کی خواہش انسان کو ابتداء ہی میں ہونے لگتی ہے۔ محبت ہے اور چونکہ پہلا احساس جو بچوں کو ہو سکتا ہے ہوا اور پانی کی حرکت ہے اور سب سے پہلے جس چیز کے ساتھ بچوں کی خواہش وابستہ ہو سکتی ہے پانی اور دودھ ہے اس لیے حلقی شفوی الفاظ کا خاصہ ہے کہ پانی، دودھ، ہوا، وران چیزوں کے لوازم یا محبت اور لوازم محبت پر دلالت کریں چنانچہ جو الفاظ ہم باب اور کسی حرف حلقی سے ملکر، مضاعف، اجوف یا ناقص کی صورت میں ہوں ان کے اصلی مفاہیم تین ہیں۔ پانی۔ ہوا۔ مامتا۔ چنانچہ، ہوا، بہار، ہب، بہاب وغیرہ الفاظ ہوا سے تعلق رکھتے ہیں اباب (پانی) احباب، ابلہ، بیام (پیاس) عوم (تیرنا) نبع (بہتے رہنا) ماء (پانی) وغیرہ الفاظ پانی کو ظاہر کرتے ہیں۔ حب۔ حمیم، عم (چچا) ام (ماں) امت (اصلی مفہوم کھلائی) حوبہ (مامتا، قرابت) حم "(رشتہ دار کثرت استعمال نے عورتوں کے سسرالی رشتہ دار کے لیے خاص کر دیا) اب باب وغیرہ الفاظ کی وجہ دلالت حوبہ یعنی مامتا اور محبت کا اظہار ہے۔

دنیا بھر کی زبانوں میں عربی ہی ایک زبان ہے جو اب تک تقاضائے فطرت کے مطابق ہے۔ عربی زبان کے الفاظ کا غائر مطالعہ کیا جائے تو انسان کی ادبی اور دماغی ترقیوں کا تدریجی رفتار کا غالباً بالکل صحیح نقشہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ازڈاکٹر محمد مظہر بقاء

تتمہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فقہ حدیث سے متعلق کام زیادہ تر کام اپنی تین کتابوں میں کیا ہے۔ حجۃ اللہ البالغۃ، المسوی اور المصفی۔ حجۃ میں اس سلسلے کا جو کچھ کام ہے، یا ان کی بعض دوسری تصانیف میں اس سلسلہ کے شاذ و نادر جو مسائل ہیں وہ تمام المسوی اور المصفی میں موجود ہیں۔ لہذا صرف ان دو کتابوں، المسوی اور المصفی، کا تتبع کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مختلف فیہ مسائل میں شاہ صاحب کا، کس امام کی طرف کتنا رجحان ہے۔

ان میں سے صرف ان ابواب و مسائل کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں شاہ صاحب نے خود اختلاف نقل کیا ہے اور خود ہی اپنے رجحان کو صراحۃً بتایا بھی ہے۔

ایسے مختلف فیہ ابواب و مسائل جن میں شاہ صاحب کا رجحان امام شافعیؒ کی جانب ہے۔

"رموز "ص" المصفی۔ "م" المسوی۔"

نمبر شمار	باب	قول امام شافعیؒ	قول امام ابوحنیفہؒ	حوالہ
۱	باب وجوب الوضوء الخ	سر کے ابتدائی حصہ کا یا اس سے متصل بالوں کا مسح فرض ہے۔	چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ (پورے سر کا مسح فرض ہے۔ امام مالک)	ص۔ ۲۳/۱

نمبر شمار	باب	قول امام شافعی	قول امام ابوحنیفہؒ	حوالہ
۲	باب یطہر الثوب من بول الصبی الخ	شیر خوار بچہ کے پیشاب پر اس طرح پانی چھڑک دینا کہ پانی اس پر غالب آجائے کافی ہے، پانی بہانے کی ضرورت نہیں۔	پانی چھڑکنا کافی نہیں، بہانا ضروری ہے۔	م۔ ۱/۱۹
۳	الاوقات التی یستحب فیہا اداء الصلوۃ	(۱) عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا ہے۔ (صاحبین کا بھی یہی قول ہے)	عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے۔	ص۔ ۱/۸۰
۴	"	(۲) عشاء کا وقت شفق احمر سے شروع ہو جاتا ہے۔ (صاحبین کا بھی یہی قول ہے)	عشاء کا وقت شفق ابیض سے شروع ہوتا ہے	ص۔ ۱/۸۳
۵	"	(۳) فجر میں تعجیل افضل ہے، اسفار افضل نہیں۔	اسفار افضل ہے۔	"
۶	" "	(۴) عصر میں بھی تعجیل افضل ہے (یعنی ایک مثل کے بعد)	عصر کی نماز کا وقت دو مثل سے قبل شروع ہی نہیں ہوتا۔	"
۷	باب من ادرک رکعۃ من الصبح الخ	وقت کے اندر جس نے ایک رکعت پڑھ لی، اس کی نماز ادا ہو گئی، قضا نہیں۔	فجر کی نماز کی ایک رکعت پڑھی تھی کہ وقت ختم ہو گیا تو یہ نماز ادا نہ ہوگی۔	ص۔ ۱/۹۶
۸	باب یجلس بین السجدتین الخ	جلسہ میں اطمینان فرض ہے۔	فرض نہیں (امام زفرؒ کے نزدیک سنت ہے)	ص۔ ۱/۱۴۳
۹	باب صیغ التشہد الخ	تشہد ابن عباس مختار ہے	تشہد ابن مسعود مختار ہے۔	ص۔ ۱/۱۴۵

نمبر شمار	باب	قول امام شافعیؒ	قول امام ابوحنیفہؒ	حوالہ
۱۰	باب فضل حضور الجماعۃ	اقرأ، اعلم بالسنۃ پر امامت کے لئے مقدم ہے۔	اعلم بالسنۃ، اقرأ پر مقدم ہے۔	ص۔ ۱/ ۱۳۲
۱۱	باب اذا صلّٰے وحدہ ثم ادرک مع الامام اعاد الصلوٰۃ	تنہا نماز پڑھ چکا ہو پھر امام کے ساتھ وہی نماز پائے تو خواہ کوئی سی نماز ہو اعادہ کرے۔	فجر، عصر اور مغرب کا اعادہ نہ کرے۔	ص۔ ۱/ ۱۳۸
۱۲	باب من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ الخ	جس نے ایک رکعت پالی اس نے جماعت پالی۔	جس نے تشہد بھی پالی اس نے جماعت پالی۔	ص۔ ۱/ ۱۳۵
۱۳	باب الرکعتان من السفر تمام الخ	مسافر نے دو کے بجائے چار رکعت پڑھ لیں تو پوری نماز فرض کے طور پر ادا ہو جائے گی۔	اگر دو رکعت پر قعدہ میں بیٹھا ہے تو پہلی دو رکعات فرض اور بعد کی دو رکعات نفل ہوں گی اور اگر نہیں بیٹھا تو فرض باطل ہو جائیں گے۔	ص۔ ۱/ ۱۴۲
۱۴	باب الصلوٰۃ الخوف	مسابقت کی حالت میں نماز واجب ہوتی ہے۔	واجب نہیں ہوتی بلکہ امکان و توقف کے وقت تک تاخیر کرنا چاہئے	ص۔ ۱/ ۱۵۱،۱۵۰
۱۵		دشمن اگر قبلہ کی جانب میں ٹھیرا ہوا ہو اور حملہ کا اندیشہ ہو تو قوم کو دو صف کرکے امام ان کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے کہ دونوں صفیں باری باری سجدہ کرلیں اور دشمن سے حفاظت بھی ہوتی رہے اور اگر دشمن قبلہ کی جانب میں نہ ہو تو یا تو الگ الگ جماعتیں ہوں اور	دشمن خواہ جہت قبلہ میں ہو یا نہ ہو بہر صورت ایک صف امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر مقابلہ پر چلی جائے اور سلام نہ پھیرے، پھر دوسری صف آکر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر ہر ایک صف اپنی اپنی ایک ایک رکعت پوری کرے۔	ص۔ ۱/ ۱۵۲

نمبر شمار	باب	قول امام شافعیؒ	قول امام ابوحنیفہؒ	حوالہ
		امام دونوں کے ساتھ نماز پڑھے یا ایک صف امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور امام دوسری رکعت کے قیام میں کھڑا رہے یہاں تک کہ یہ صف اپنی دوسری رکعت پڑھ کر چلی جائے، پھر دوسری صف آئے تو اس کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھ کر اپنی نماز ختم کرے اور یہ دوسری صف اپنی باقی ماندہ رکعت پوری کرے۔		
۱۶	باب التشدید علی من ترک الجمعۃ بغیر عذر	اقامت جمعہ کے لئے مصر شرط نہیں، قریہ میں بھی جمعہ واجب ہے۔	مصر شرط ہے۔	ص۔ ۱/ ۱۵۳
۱۷	باب السعی یوم الجمعہ	سعی کا حکم اذان ثانی کے بعد ہے۔	سعی کا حکم اذان اول کے بعد ہے۔	ص۔ ۱/ ۱۵۹
۱۸	باب من ادرک رکعۃ الخ	جمعہ کی ایک رکعت مل جائے تو ایک اور ملالے ورنہ چار پڑھے (ظہر کی)	اگر تشہد بھی مل جائے تو دو ہی رکعت پڑھے	ص۔ ۱/ ۱۶۲
۱۹	باب اذا اقیمت الصلوٰۃ الخ	جماعت کھڑی ہو جائے تو سنتیں اور نوافل چھوڑ دے خواہ وہ فجر کی سنتیں ہی کیوں نہ ہوں۔	صف سے دور ہو کر فجر کی سنتیں پڑھ لے بشرطیکہ فرض کی ایک رکعت مل جانے کا گمان غالب ہو۔	ص۔ ۱/ ۱۶۵

نمبر شمار	باب	قول امام شافعیؒ	قول امام ابوحنیفہؒ	حوالہ
۲۰	باب قضاء رکعتی الفجر	تمام مؤقت سنتوں کی قضا کرنی چاہئے۔	سنتوں کی قضا نہیں سوائے فجر کی سنتوں کے کہ وہ اگر فرض کے ساتھ ترک ہو جائیں تو قضا کرے ورنہ نہیں۔	ص۔ ۱/۱۶۵
۲۱	باب صلوٰۃ الوتر سنۃ ولیست بواجبۃ	وتر کی نماز سنت ہے واجب نہیں (صاحبین کا بھی یہی قول ہے)۔	وتر کی نماز واجب ہے۔	ص۔ ۱/۱۶۹
۲۲	باب استحباب التکبیر فی لیلۃ العید و یوم	عید الفطر میں تکبیر میں آواز بلند کرنا چاہئے۔	آواز بلند کرنا چاہئے۔	ص۔ ۱/۱۷۸
۲۳	باب استحباب الغسل لصلوٰۃ العید	نماز عید سنت مؤکدہ ہے۔	نماز عید واجب ہے۔	ص۔ ۱/۱۷۸
۲۴	٭	عید میں تمام سنتیں جداگانہ سنتیں ہیں۔ مثلاً غسل لباس وغیرہ	تمام چیزیں مل کر ایک سنت ہیں۔	ص۔ ۱/۱۷۸،۱۸۸
۲۵	باب صفۃ صلوٰۃ النبی عند الکسوف	عیدین کی طرح کسوف کی ہر سنت جداگانہ سنت ہے۔	تمام چیزیں مل کر ایک سنت ہیں۔	ص۔ ۱/۱۸۸
۲۶	٭	صلوٰۃ کسوف میں جہر کیا جائے۔	اخفا کیا جائے (صاحبین جہر کے قائل ہیں)۔	ص۔ ۱/۱۸۹
۲۷	باب سجود القرآن سنۃ ولیس بواجب	قرآنی سجدہائے تلاوت سنت ہیں واجب نہیں۔	واجب ہیں۔	ص۔ ۱/۱۹۱
۲۸	باب کتاب عمر فی الصدقۃ	جانوروں کی زکوٰۃ میں اجتماع مال پر زکوٰۃ ہے حال المالک پر نہیں۔	حال مالک پر زکوٰۃ ہے اجتماع مال پر نہیں۔	ص۔ ۱/۲۱۱
۲۹	باب یعتبر النصاب فی آخر الحول۔	نصاب کا اعتبار سال کے آخر میں ہے۔	ابتدا سال سے نصاب کا اعتبار ہے۔	ص۔ ۱/۲۱۷
۳۰	باب تخریص النخل ..... الخ	پکنے کے وقت خرما اور انگور کا تخمینہ کیا جائے گا۔	تخمینہ کوئی چیز نہیں۔	ص۔ ۱/۲۲۱

نمبر شمار	باب	قول امام شافعیؒ	قول امام ابوحنیفہؒ	حوالہ
۳۱	باب لا تحل الصدقۃ لغنی الا لخمسۃ	عامل اور غازی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اگرچہ غنی ہوں۔	اگر غنی ہوں تو جائز نہیں۔	ص۔ ۱/۲۲۸
۳۲	باب من اصاب اہلہ فی رمضان الخ	جماع میں کفارہ ہے، اکل و شرب میں نہیں۔	جماع کی طرح اکل و شرب میں بھی کفارہ ہے۔	ص۔ ۱/۲۳۳، ۲۳۶، ۲۳۴
۳۳	باب من اراد الحج فلیحرم فی اشہر الحج ..... الخ	اشہر حرم سے قبل حج کا احرام باندھ لیا تو حج نہ ہوگا۔	ہو جائے گا۔	ص۔ ۱/۲۶۹
۳۴	باب صفۃ التلبیۃ	تلبیہ سنت ہے۔	واجب ہے	ص۔ ۱/۲۷۲
۳۵	باب ما یسن فی الہدی... الخ	ہدی کا اشعار سنت ہے۔	اشعار مکروہ ہے۔	ص۔ ۱/۳۰۵
۳۶	باب النہی عن التصریۃ.... الخ	تصریہ میں مشتری کو خیار عیب ہے (نیز صاحبین)	خیار عیب نہیں۔	ص۔ ۱/۳۲۶
۳۷	باب الشفعۃ	جار کو حق الشفعۃ نہیں۔	حق شفعہ ہے	ص۔ ۱/۳۰۰
۳۸	باب اللقطۃ والضوال	تعریف کی مدت ختم ہونے پر جس نے لقطہ اٹھایا ہے وہ اگر چاہے تو اس کا مالک ہو سکتا ہے۔	مالک نہیں ہو سکتا اگر فقیر ہے تو خود انتفاع کر سکتا ہے اور اگر غنی ہے تو کسی فقیر کو دے سکتا ہے۔	ص۔ ۱/۳۱۳
۳۹	باب لا یرتفع التحریم حتی ..... الخ	جب تک حیض کا خون ختم ہو کر غسل نہ کرے تحریم ختم نہیں ہوتی۔	حیض کا خون اکثر مدت کے بعد ختم ہو جائے یا خون ختم ہو کر ایک نماز کا وقت گزر جائے تو غسل سے قبل بھی وہ حلال ہو جاتی ہے۔	ص۔ ۲/۲۷

نمبر شمار	باب	قول امام شافعیؒ	قول امام ابوحنیفہؒ	حوالہ
۴۰	باب اللعان	حد قذف شوہر پر بھی لازم ہوتی ہے۔	شوہر پر حد قذف نہیں۔	ن - ۲/۳۶
۴۱	باب تطلیقتان... الخ	زوجین میں سے ایک عبد دوسرا حر ہو تو طلاق کے عدد میں مرد کا اعتبار ہے۔	عورت کا اعتبار ہے۔	م - ۲/۴۸
۴۲	باب القروء ہی الاطہار	قروء سے اطہار مراد ہیں۔	قروء سے حیض مراد ہیں۔	م - ۲/۵۴
۴۳	باب جواز الرجعۃ... الخ	کنائی طلاق رجعی ہوتی ہے۔	کنائی طلاق بائن ہوتی ہے۔	م - ۲/۵۸
۴۴	باب المبتوتۃ لہا السکنی ..... الخ	مطلقہ مبتوتہ سکنی کی مستحق ہے اور تاوقتیکہ حاملہ نہ ہو نفقہ کی مستحق نہیں۔	نفقہ کی بھی مستحق ہے اگرچہ حاملہ نہ ہو۔	م - ۲/۵۹
۴۵	باب الولاء لمن اعتق... الخ	ولاء اعتاق سے ہوتی ہے۔	ولاء عقد موالات سے ہوتی ہے۔	م - ۲/۸۹
۴۶	باب حیوانات البحر	بحر کے تمام جانور حلال ہیں۔	مچھلی کے سوا بحر کے تمام جانور حرام ہیں۔	م - ۲/۱۸۰
۴۷	باب القتل ینقسم باعتبار المقتولین..... الخ	عبد کے بدلے میں حر قتل نہیں کیا جائے گا۔	قتل کیا جائے گا بشرطیکہ وہ خود اس کا مملوک نہ ہو۔	م - ۲/۱۰۶

ایسے مختلف فیہ ابواب و مسائل جن میں شاہ صاحب کا رجحان امام ابوحنیفہؒ کی جانب ہے۔

نمبر شمار	باب	قول امام ابوحنیفہؒ	قول امام شافعیؒ	حوالہ
۱	باب الوضوء من قبلۃ المرأۃ ومسہا	عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔	ٹوٹ جاتا ہے۔	ص - ۱/۳۳
۲	باب النہی عن استقبال القبلۃ ..... الخ	رفع حاجت کے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔	مکروہ تحریمی ہے	ص - ۱/۴۰
۳	باب اذا احتلم ووجد البلل ..... الخ	منی اگر ایسی جگہ سے نکلے جہاں سے عادۃً نہیں نکلتی تو غسل واجب نہیں۔	ایسی صورت میں غسل واجب ہے۔	ص - ۱/۵۰
۴	"	منی نجس ہے۔	نجس نہیں۔	ص - ۱/۵۰
۵	باب صفۃ الصلوۃ علی النبی	صلوۃ سنت ہے۔ (نیز جمہور)	صلوۃ فرض ہے۔	ص - ۱/۱۱۶
۶	باب التشدید علی من ترک الجمعۃ بغیر عذر۔	جمعہ کے لئے چالیس آدمی ہونا ضروری نہیں۔	چالیس آدمی ہونا ضروری ہے۔	ص - ۱/۱۵۳
۷	باب الاحصان ماذا۔	اسلام احصان کی شرائط میں سے ہے۔	اسلام احصان کی شرائط میں سے نہیں۔	م - ۲/۱۳۶

ایسے مختلف فیہ ابواب و مسائل جن میں شاہ صاحب کا رجحان امام مالکؒ کی جانب ہے۔

نمبر شمار	باب	قول امام مالکؒ	دوسرے ائمہ کے اقوال	حوالہ
۱	باب اذا احتلم... الخ	خشک منی کو رگڑ دینا کافی نہیں۔ دھونا ضروری ہے۔	(۱) منی نجس ہی نہیں کہ دھونا یا رگڑنا ضروری ہو (امام شافعیؒ) (۲) منی نجس ہے مگر خشک ہو جائے تو رگڑ دینا کافی ہے (امام ابوحنیفہؒ)	ص-۱/۵۱
۲	باب الحیاض لا تفسد۔ الخ	صحیح یہ ہے کہ ماء کثیر کی کوئی تحدید نہیں۔	(۱) قلتین ماء کثیر ہے۔ (امام شافعیؒ) (۲) دہ در دہ ماء کثیر ہے۔ (احناف، امام محمدؒ)	ص-۱/۵۶
۳	باب لا تفسد الصلوۃ بالکلام.... الخ	سہواً یا خطأً یا مصلحت صلوۃ کے لئے اگر نماز میں ایک دو کلمات کہے تو نماز باطل نہ ہوگی۔	(۱) سہواً کہے تب بھی نماز باطل ہو جائے گی۔ (امام ابوحنیفہؒ) (۲) سہواً کہے تو نماز باطل نہ ہوگی۔ (امام شافعیؒ)	ص-۱/۱۳۳
۴	باب المسافر اذا اجمع مکث اربع لیال اتم الصلوۃ۔	چار راتوں کی اقامت کے عزم سے قصر ختم ہو جاتا ہے۔	(۱) چار دنوں کی اقامت کے عزم سے قصر ختم ہو جاتا ہے (امام شافعیؒ) (۲) پندرہ روز کی اقامت کے عزم سے قصر ختم ہو جاتا ہے۔ (امام ابوحنیفہؒ)	ص-۱/۱۴۳
۵	باب الوصف الذی یدور علیہ الحکم۔	علت ربوا نقد واقتیات ہے۔	(۱) علت ربوا نقد و طعم ہے۔ (امام شافعیؒ) (۲) وزن یا کیل وجنس علت ربوا ہے۔ (امام ابوحنیفہؒ)	ص-۱/۳۴۶
۶	باب کتابۃ الدین.... الخ	دین کے وقت کتابت و تحمل شہادت فرض کفایہ ہے۔	مستحب ہے۔ (باقی ائمہ ثلاثہ)	ص-۱/۳۸۹

ایسے مختلف فیہ ابواب و مسائل جن میں شاہ صاحب کا رجحان امام احمدؒ کی جانب ہے

نمبر شمار	باب	قول امام احمدؒ	دوسرے ائمہ کے اقوال	حوالہ
۱	باب ترک القنوت فی صلوۃ الفجر وغیرہا	نماز فجر میں قنوت نہیں مگر بوقت نازلہ فجر میں خصوصاً اور تمام نمازوں میں عموماً قنوت مستحب ہے اور وتر میں پورے سال قنوت مستحب ہے اور رمضان میں مؤکد ہے۔	(۱) فجر میں قنوت سنت ہے اور وتر میں صرف رمضان میں قنوت پڑھے، پورے سال نہ پڑھے۔ (امام شافعیؒ)۔ (۲) فجر میں قنوت نہیں اور وتر میں پورے سال قنوت پڑھے (امام ابوحنیفہؒ)۔	ص-۱/۱۱۳
۲	باب الآیات التی یوثر السجود فیہا... الخ	سجود تلاوت پندرہ ہیں۔ سورۂ ص میں ایک سجدہ ہے اور سورۂ حج میں دو سجدے۔	سجود تلاوت امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک چودہ ہیں۔ احناف کے نزدیک ایک سجدہ سورہ "ص" میں ہے اور ایک سورۂ حج میں ہے اور شوافع کے نزدیک سورہ ص میں سجدۂ تلاوت نہیں سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔	ص-۱/۱۹۳
۳	باب زکوۃ المعدن	ہر معدن میں خواہ وہ ڈھالی جا سکتی ہو یا نہ ڈھالی جا سکتی ہو، زکوۃ واجب ہے۔	(۱) معدن اگر چاندی یا سونے کی ہو تو زکوۃ واجب ہے (امام شافعیؒ) (۲) ہر ڈھلنے جا سکنے والے جوہر جیسے لوہا اور تانبا میں بھی خمس واجب ہے۔ (امام ابوحنیفہؒ)۔	ص-۱/۲۳۴